قسط نمبر-7

نماز استسقاء کے آداب واحکام

عبدالوہاب خان

۲۳ - نماز استسقاء میں زائد تکبیرات:

اس مسئلے میں علمائے دین کے تین اقوال ہیں:

(۱) سعید بن المسیب، عمر بن عبدالعزیز، مکحول، امام شافعی اور ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک نماز استسقاء میں نماز عید کی طرح سات اور پانچ تکبیریں پڑھنا مسنون ہے۔ امام احمدؒ سے اس مسئلے میں دو مختلف روایات ہیں۔[المغنی ۲/۳۸٤، المجموع ٥/٧٤، ابن عابدین ۱/۷۹۱، بدائع الصنائع ۱/۲۸۳]

(۲) امام مالك، محمدبن الحسن الشيباني، الاوزاعیؒ ابوثور اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زائد تکبیریں پڑھنا درست نہیں۔ (الشرح الصغیر ۱/٥۳۷، ابن عابدین ۱/۱۹۱، المغنی ۲/۲۸٥)

(۳) امام داؤد الظاہریؒ نے زائد تکبیریں پڑھنا اور عام نماز کی طرح پڑھنا دونوں جائز قرار دیا ہے۔[المنہاج شرح نووی، ٦/۱۸۹، تحفة الاحوذی ۳/۱۳٥، عون المعبود ۱/٤٥۳]

☆ سات اور پانچ تکبیرات کی دلیل:

(۱) **قال الدارقطنی حدثنا ابوبکر النیسابوری نا علی بن سعید بن جریر (صدوق) نا سھل بن بکار (ثقة ربما وھم) نا محمد بن عبد العزیز (فیه مقال شدید) عن ابیه (عبد العزیز بن عمر بن عبد الرحمن (مجھول الحال. لسان المیزان ٤/٣٦) عن طلحة قال ارسلنی مروان الی ابن عباس اسأله عن سنة الاستسقاء فقال "سنة الاستسقاء سنة الصلاة فی العیدین، الا ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قلب رداءه فجعل یمینه علی یساره ویساره علی یمینه وصلی رکعتین وکبر فی الأولی سبع تکبیرات وقرأ ﴿سبح اسم ربک الأعلی ۞﴾ وقرأ فی الثانیة ﴿ھل اتاک حدیث الغاشیة ۞﴾ وکبر فیھا خمس تکبیرات** [سنن الدارقطنی ۲/۸۲، وقال مجدی حسن اسناده ضعیف جدا، البیھقی ۲/۳٤۸] "عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نماز استسقاء کا طریقہ بالکل

عیدین کی طرح ہے۔لیکن (فرق یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استقاء میں اپنی چادر پلٹا کر دایاں پلو بائیں طرف اور بایاں پلو دائیں طرف کر دیا۔اور دو رکعت نماز پڑھی اور پہلی رکعت میں سات تکبیرات پڑھیں اور اس رکعت میں سورۃ الاعلی کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیۃ پڑھی اور اس میں پانچ تکبیرات کہیں۔''

اس حدیث کی سند میں محمد بن عبدالعزیز بن عمر الزھری ہے۔

امام بخاری نے کہا: یہ منکرالحدیث ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسی کے مشورے پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے مارے گئے۔

امام نسائی: متروک ، منکر الحدیث

امام دارقطنی: ضعیف

امام ابوحاتم: یہ تین بھائی ہیں محمد، عبداللہ اور عمران، انکی کوئی بھی حدیث درست نہیں۔

خطیب بغدادی: یہ شرف اور سخاوت والا بندہ تھا۔

ابن عدی: قلیل الحدیث [لسان المیزان لابن حجر ٥/٢٥٩-٢٦٠]

ابن حبان: یہ ثقہ راویوں سے معضل روایات بیان کرتا ہے اور معتبر راویوں سے باطل روایات پیش کرنے میں منفرد ہے، پس یہ قابل اعتبار نہیں۔[نصب الرایۃ ٢/٢٤٠] لہذا یہ حدیث ساقط الاعتبار اور ضعیف جدا ہے

امام ابن حجر نے کہا: اس حدیث پر کلام ہے، لیکن اس کی اصل روایت کتب سنن میں ہے۔ [فتح الباری ٢/٥٨]

(٢) **عن جعفر بن محمد عن ابیه أن النبی ﷺ وأبا بكر وعمر كانوا يصلون صلاة الاستسقاء يكبرون فيها سبعا وخمساً.** (عبدالرزاق ٣/٨٥، الأم للشافعی ١/٢٤٩) ''محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز استقاء میں سات اور پانچ تکبیریں پڑھتے تھے۔

قال: وفی اسناده ابراهيم بن محمد بن ابی يحی الأسلمی وهو متروك. ومحمد هذا من صغار التابعين فهو مرسل أيضا.

(٣) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **{وصلى ركعتين كما يصلى فی العيد}** [ابوداؤد ١/٦٨٩، ترمذی ٢/٤٤٥ وقال حسن صحیح ، نسائی ٢/١٥٦ ، ابن ماجه ١/٤٠٣]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استقاء میں دو رکعت نماز پڑھی جیسے کہ عید میں پڑھی جاتی ہے۔''

لیکن اس صحیح حدیث سے گزشتہ روایات کو تقویت حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ:

(۱) وہ دونوں روایات متابعات اور شواہد سے تقویت پانے کی اہل نہیں۔

(۲) مذکورہ تفصیل مجہول باپ یا متروک بیٹے کا اجتہاد محسوس ہوتا ہے، جنہوں نے ''کما یصلی'' سے مکمل مشابہت مراد لیا ہے حتی کہ اسی مشابہت کے ضمن میں امام شافعیؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ نماز استسقاء کو نکلتے وقت بھی عید کی طرح تکبیرات پڑھتے جانا مستحب ہے۔ ابن حجر نے کہا کہ یہ نقل ہی غلط ہے۔ [فتح الباری ۲/ ۵۸۰]

(۳) اس روایت میں ابن عباس کی طرف پیغام بھیج کر مسئلہ پوچھنے والا ولید ہے، جبکہ اوپر کی روایت میں مروان تھا۔ شاید یہ بھی انہی راوی کی غلطی ہے۔

(۴) زیادۃ الثقۃ مشروط طور پر مقبول ہے۔ جبکہ یہ زیادۃ المتروک ہے۔ کیسے قابل قبول ہوگا۔

(۵) عید اور استسقاء کے مقاصد و آداب، راجح قول کے مطابق خطبہ پہلے دینا، ایک خطبہ وغیرہ میں نماز استسقاء اور نماز عید میں فرق ہے۔ جس سے کلی مشابہت کی نفی ہوتی ہے۔

(۶) جمہور علماء نے جزوی مشابہت مراد لی ہے۔ یعنی عدد رکعات، جہری قراءت، تقدیم نماز (مرجوح کما سبق) مقام اور وقت ادائیگی میں نماز عید سے مشابہت۔ [المنہاج شرح النووی ۶/ ۱۸۹، تحفۃ الاحوذی ۳/ ۱۳۵ عون المعبود ۱/ ۴۵۵]

(۷) سات اور پانچ زائد تکبیروں کی صراحت والی باطل روایات کے مقابلے میں اکہری تکبیر والی صریح روایت بھی موجود ہے۔

☆ زائد تکبیرات کو ترجیح دینے والوں کا موقف یہ ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز عید اور استسقاء میں مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ لہذا جب تک زائد تکبیرات نہ پڑھنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ملتی، زائد تکبیرات ہی پر عمل ہونا چاہئے۔

ان زائد تکبیرات کا حکم:

زائد تکبیرات کو ترجیح دینے والوں کے نزدیک بھی یہ تکبیرات سنت ہیں، جن کے جان بوجھ کر ترک کرنے یا بھول چوک یا دیر سے پہنچنے کی وجہ سے تکبیر کی تعداد میں کمی بیشی سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر تمام زائد تکبیرات کو ترک کرے، یا ان میں سے بعض کو ترک کرے یا ان میں اضافہ کرے تو سجدہ سہو نہ کرے۔ ہاں اگر دیر سے پہنچنے والے سے بعض تکبیرات چھوٹ جائیں تو کیا ان تکبیرات کی قضا کرے یا نہ کرے؟ اس مسئلے میں نماز عید کے تکبیرات کی طرح دو اختلافی اقوال ہیں۔ [المجموع ۵/ ۷۶]

☆ اکہری تکبیر کی دلیل:

(۱) عن عبد الله بن زيد ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم استسقى فصلى ركعتين ـ [احمد، ابو عوانه، البيهقي رواته ثقات، نيل الاوطار ٦/٤] وروى ابوهريرة نحوه ولم يذكرا التكبير فتنصرف الى الصلاة المطلقة ـ[الموسوعة ٣١٢/٣]

(۲) قال الامام الطبراني فى الأوسط : حدثنا مسعدة بن سعد العطار (لم أجد ترجمته)نا ابراهيم بن المنذر(صدوق تكلم فيه احمد لاجل القرآن، من العاشرة خ ت س ق)حدثنا محمد بن فليح (صدوق يهم من التاسعة ،خ س ق) ثنى عبد الله بن حسين بن عطاء (ابن حجر : هوضعيف من الثامنة بخ ق، ابوزرعة : ضعيف ، ابن حبان :لايقبل من حديثه الاما وافق الثقات البخارى فيه نظر)عن داؤد بن بكر بن ابى الفرات: صدوق من السابعة. دت ق)عن شريك بن عبد الله بن ابى نمر(صدوق يخطئ من الخامسة، خ م د تم س ق)عن انس بن مالك رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استسقى فخطب قبل الصلاة واستقبل القبلة وحول رداءه ثم نزل فصلى ركعتين لم يكبر فيهما الا تكبيرة. [نقله الزيلعي فى نصب الراية ٢٤١/٢] ''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استسقاء کے موقع پر نماز سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا اور قبلہ رخ ہو کر اپنی چادر پلٹائی پھر منبر سے اتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ دونوں رکعتوں میں صرف اکہری تکبیر پڑھی۔''

امام طبرانی کے استاد مسعدہ کے حالات زندگی فقدان کتب کی وجہ سے نہ مل سکے۔ بقیہ اسناد میں عبداللہ بن الحسین کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے۔ لیکن گزشتہ حدیث کی نسبت اس کا ضعف ہلکا ہے اس وجہ سے نماز عید کے ساتھ کلی مشابہت کی نفی کے لئے قابل استئناس ہے۔ والله اعلم

۲۴۔ نماز استسقاء میں قراءت جہراً پڑھی جائے گی۔

یہ مسئلہ متعدد احادیث میں ذکر ہو چکا ہے۔[بخاری ٥٩٥/٢، ٥٩٧، ابوداؤد ٦٨٦/٢، ترمذی ٤٤٢/٢، وقال حسن صحيح]

اس مسئلے پر قائلین نماز استسقاء کا اتفاق ہے۔ [المنهاج شرح مسلم ١٨٩/٦، بداية المجتهد ٢٥٣/١، المجموع ٦٣/٥، ابن عابدين ٧٩١/١، المغنى ٢٩٣/٢ حاشية الدسوقى ٤٠٥/١]

۲۵۔ بار بار استسقاء کرنا

اگر ایک مرتبہ پورے اہتمام سے استسقاء کرنے پر بارش نازل نہ ہو، یا جس قدر بارش ہوئی وہ کافی نہ ہو، تو دوبارہ، بلکہ بار بار استسقاء کرنا چاہیے۔

اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿**فلولا اذ جاءهم بأسنا تضرعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون** ۞﴾ ''پس جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو کیوں انہوں نے گریہ وزاری نہ کی، لیکن ان کے دل ہی سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے غلط اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا۔'' [الانعام/۴۳]

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: {یستجاب لأحدکم مالم یعجل، یقول: دعوت فلم یستجب لی۔} [بخاری مع الفتح ۱۱/۱۴۰] ''تم میں سے کسی کی دعا اس وقت تک شرف قبولیت حاصل کر سکتی ہے، جب تک وہ جلد بازی نہ کرے۔ جلد بازی سے مراد یہ کہنا ہے کہ میں نے دعا کی لیکن قبول نہیں ہوئی، وہ تھکاوٹ کا شکار ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے''۔

اصبغ کے بقول ایک مرتبہ مصر میں پچیس دن لگاتار استسقاء کیا جاتا رہا، جس میں ابن القاسم☆ اور ابن وہب☆ جیسے جلیل القدر فقہاء ومحدثین بھی شریک تھے۔ [المغنی ۲/۲۹۵، کشاف القناع ۲/۵۹، نهاية المحتاج ۲/۴۰۳، المجموع ۵/۸۷، الموسوعة ۳/۳۰۷، ابن عابدين ۱/۷۹۲، حاشية العدوى على الخرشى ۲/۱۶، حاشية الدسوقى ۱/۴۰۵]

احناف کے نزدیک تین دن تک استسقاء دہرایا جاسکتا ہے (ابن عابدين ۱/۷۹۲، شرح فتح القدير ۱/۴۴۷)

فقہاء مالکیہ کے نزدیک شدید حاجت کے بغیر نماز استسقاء کے لئے باہر نکلنا مناسب نہیں۔ (مواهب الجليل شرح مختصر الخليل ۲/۲۰۵، الرهونى ۲/۱۹۰، الشرح الصغير ۱/۵۳۷، الموسوعة ۳/۳۰۷)

۲۶۔ نماز استسقاء میں مسنون قراءت:

اگرچہ ہر نماز کی طرح نماز استسقاء میں بھی قرآن پاک کی کوئی بھی سورہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھا جاسکتا ہے۔ لیکن علماء نے بعض روایات یا قیاس سے استدلال کرتے ہوئے خاص سورتوں کی قراءت کو مستحب سمجھا ہے۔

☆ عبدالرحمن بن القاسم بن خالد العتقى المصرى فقيه، صاحب مالك، ثقة۔ ت ۱۹۱ھ۔

☆ عبدالله بن وهب بن مسلم القرشى مولاهم، ابومحمد المصرى فقيه ثقة عابد ت ۱۹۷۔

(۱) سورۃ التکویر اور سورۃ الضحیٰ (ابن عساکر (رجاله ثقات) كنز العمال ٨/٤٣٤)

(۲) امام ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ﴿فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا ۞ يرسل السماء عليكم مدرارا ۞﴾ جیسی مناسب آیات کی وجہ سے نماز استسقاء میں سورہ نوح کا پڑھنا مستحب ہے۔ [تفسير القرآن العظيم ٤/٥٤٦]

(۳) سورۃ ق ونوح - [المجموع ٥/٧٣، المغنی ٢/٢٩٣]

(۴) نیز حدیث ابن عباس (كما يصلى فى العيد) سے استدلال کرتے ہوئے نماز استسقاء میں بھی سورۃ الأعلیٰ اور سورۃ الغاشیۃ [مسلم ٦/١٦٧، نسائی ٣/١٨٤، ترمذی ٢/٤١٣، المغنی ٢/٨٩٣]

(۵) یا سورہ ق اور سورۃ القمر [مؤطأ صفحه ٨٩-٩٠، مسلم ٦/١٨١، ابو داؤد ١/٦٨٣، ترمذی ٢/٤١٥] پڑھنے کو بھی مستحب قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

❁❁❁❁❁

حکمت اور دانائی کی باتیں

- ابتدا کرنا چاہتے ہو تو بسم اللہ سے کرو!
- گرنا چاہتے ہو تو سجدے میں گرو۔
- بچنا چاہتے ہو تو جھوٹ سے بچو۔
- مرنا چاہتے ہو تو شہادت کی موت مرو۔
- شرمانا چاہتے ہو تو برے اعمال کرتے وقت شرماؤ۔
- عبادت کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی کرو۔
- پڑھنا چاہتے ہو تو نماز اور قرآن پڑھو۔
- زندہ رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کے لئے زندہ رہو۔
- اگر کچھ دینا چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں دو۔
- لینا چاہتے ہو تو ماں باپ اور بزرگوں کی دعا لیں۔

(احمد علی نیئر الاثر پبلک سکول نواری)